نام کتاب ــــــــــــــــــ توہینِ ناموسِ رسالت

کراچی میں لائبریریز اور مکتبہ جات کے پتے

1- قرآن اکیڈمی، خیابان راحت، درخشاں، فیز 6، ڈیفنس فون: 23-5340022

2- 11 - داؤد منزل' نزد فریسکو سوئیٹ' آرام باغ فون :2216586 - 2620496

3- حق اسکوائر' عقب اشفاق میموریل ہسپتال' بلاک 13-C' گلشنِ اقبال فون:65-4993464

4- دوسری منزل، حق چیمبر، بالمقابل بسم اللہ تقی ہسپتال، کراچی ایڈمنسٹریشن سوسائٹی فون: 4382640

5- قرآن مرکز، نزد مسجد طیّبہ، سیکٹر 35/A، زمان ٹاؤن، کورنگی نمبر 4 فون: 5078600

6- فلیٹ نمبر 2، محمدی منزل، بلاک "K"، نارتھ ناظم آباد فون: 6674474

7- قرآن مرکز B-181، بالمقابل زین کلینک، نزد مادام اپارٹمنٹس، چھوٹا گیٹ، شارع فیصل۔ فون:4591442

8- قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، فیڈرل بی ایریا بلاک 9 فون:6337361

9- فلیٹ نمبر A-104، اقراء کمپلیکس، بلاک 17، پرفیوم چوک، گلستانِ جوہر۔ فون:8268184

10- قرآن مرکز، R-20، پایونیئر فاؤنٹین، فیز 2، گلزارِ ہجری، KDA اسکیم 33 فون:4645101

11- متصل محمدی آٹوز، اسلام چوک، سیکٹر 11 1/2، اورنگی ٹاؤن۔ فون: 0320-5063398

12- قرآن مرکز لانڈھی، مکان نمبر 861، سیکٹر 37-D، لانڈھی نمبر 2، نزد رضوان سوئیٹس

13- رضوان سوسائٹی بس اسٹاپ، یونیورسٹی روڈ۔ فون: 8143055

توہینِ ناموسِ رسالت ﷺ

ڈنمارک کے اخبار جائی لینڈز پوستن (Jyllands Posten) میں 30 ستمبر 2005ء کو نبی اکرم ﷺ کی ناموس کے حوالے سے بارہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت ہوئی۔ ڈنمارک میں مسلمان ممالک کے سفیروں نے فوری طور پر اِس مذموم حرکت پر احتجاج کیا اور گیارہ سفیروں نے 19 اکتوبر کو ڈینش وزیرِ اعظم فوگ رسموسین سے ملاقات کی۔ وزیرِ اعظم نے آزادیٔ صحافت کا بہانہ بنا کر اُن کا احتجاج مسترد کر دیا۔ 27 اکتوبر کو ڈینش کریمنل کوڈ کی دفعہ 140 اور 266B کے تحت مجرم اخبار کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا۔ 7 نومبر کو بنگلہ دیش کی حکومت نے ڈنمارک کی حکومت سے خاکوں کے بارے میں احتجاج کیا۔ 24 نومبر کو اقوام متحدہ کے ایک خصوصی مندوب نے ڈینش مستقل مندوب برائے اقوام متحدہ سے اِس کیس کی تفتیشی فائل پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ نومبر ہی میں ڈنمارک کی اسلامک سوسائٹی کے ایک وفد نے مشرقِ وسطیٰ کے چند ممالک کا دورہ کیا اور وہاں کی حکومتوں کو توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے آگاہ کیا۔ دسمبر میں عرب لیگ نے توہین آمیز خاکوں کی مذمت کی اور حکومت ڈنمارک کی بے حسی پر غم وغصہ کا اظہار کیا۔ 6 جنوری 2006ء کو ڈینش ریجنل پبلک پراسیکیوٹر نے اِس کیس کی تفتیش یہ کہہ کر ختم کر دی کہ اِس کیس میں حکومت کی مداخلت کا جواز نہیں بنتا اور آزادیٔ صحافت ہمارے لئے کسی بھی مذہب سے زیادہ اہم ہے۔ بعد ازاں سعودی عرب کی حکومت نے ڈینش وزیرِ اعظم سے معافی مانگنے اور گستاخی کے ذمہ داران کو سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ ڈینش وزیرِ اعظم نے معافی مانگنے سے انکار کر دیا اور موقف اختیار کیا کہ اظہارِ آزادیٔ رائے مغربی جمہوریت کی ایک لازمی قدر ہے اور ہم اِس پر کوئی قدغن نہیں لگا سکتے۔ ردِعمل کے طور پر سعودی عرب، لیبیا اور ایران نے ڈنمارک سے اپنے سفیروں کو واپس بلا لیا اور کئی ممالک میں توہین

ناموسِ رسالت کے خلاف مظاہرے شروع ہوگئے۔ دوسری طرف کئی دیگر یورپی ممالک کے اخبارات نے بھی ڈینش اخبار سے یکجہتی کے اظہار کے لئے گستاخانہ خاکے شائع کر دیے۔ ان ممالک میں ناروے، جرمنی، اٹلی، فرانس، برطانیہ، ہالینڈ، پرتگال، اسپین اور سوئٹزرلینڈ شامل ہیں۔ اِس کے بعد یورپی یونین نے بھی ڈینش وزیرِ اعظم سے اظہارِ یکجہتی کیا اور توہین ناموسِ رسالت کے خلاف ہونے والے مظاہروں کی مذمت کی۔ اِس صورتِ حال پر مسلمانوں میں اشتعال اور بڑھ گیا اور اب پوری دنیا میں مسلمانوں کے احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔

توہینِ رسالت کے خلاف مسلمانوں کے شدید ردِّعمل کا سبب

ایک مسلمان نبی اکرم ﷺ کی توہین کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ وہ اس مسئلہ پر جان کی بازی لگانا ایک بہت بڑی سعادت سمجھتا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے محبت ایک مسلمان کے ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ﴿﴾ (الاحزاب : 6)

''نبی ﷺ مومنوں کے لئے اپنی جانوں سے بڑھ کر عزیز ہیں''۔

اللہ سے محبت کا بھی عملی اظہار یہ ہوگا کہ محبت کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے مبارک اُسوہ کی پیروی کی جائے :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿﴾ (آلِ عمران: 31)

''(اے نبیؐ) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو محبت کے ساتھ میری پیروی کرو، اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

سورہ توبہ آیت 24 میں دوٹوک انداز میں فرمایا گیا :

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ
وَ اَمْوَالُ نِاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا

اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ
بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿﴾

''کہہ دیجئے (اے نبی ﷺ) اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے محنت سے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں خسارے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں، اگر تمہیں زیادہ محبوب ہیں اللہ سے اور اُس کے رسول ﷺ سے اور اُس کی راہ میں جہاد سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ اپنا فیصلہ (یعنی تمہاری موت) اور اللہ ایسے نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔''

خود نبی اکرم ﷺ کا اپنے حوالے سے ارشاد ہے :

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ
وَمِنَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری، مسلم)

''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُسے محبوب نہ ہو جاؤں اُس کے والد سے، اُس کی اولاد سے اور یہاں تک کہ تمام انسانوں سے۔''

توہینِ رسالت تاریخ کے پس منظر میں

قرآنِ حکیم سے رہنمائی ملتی ہے کہ توہینِ رسالت کا جرم، سلسلۂ نبوت و رسالت کے ساتھ ہی شروع ہوگیا تھا :

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

پہلے نبی حضرت آدمؑ کے بارے میں ابلیس لعین نے گستاخی کرتے ہوئے کہا تھا :

اَرَءَیْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ
ذُرِّیَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿﴾

''دیکھ تو سہی کیا یہی ہے وہ شخص جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے، اگر (اے اللہ) تو مجھ کو

قیامت کے دن تک کی مہلت دے تو میں ضرور اِس کی اولاد کو اُکھاڑ پھینکوں گا سوائے اُن
میں سے چند کے ۔'' (بنی اسرائیل : 62)

انبیاء کے ساتھ گستاخی کے حوالے سے قرآنِ حکیم نے ہمیں آگاہ کیا کہ :

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى
بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿﴾

''اور اِسی طرح ہم نے ہر نبیؑ کے دشمن بنا دیے انسانوں اور جنوں میں سے شیطان، جو دھوکا دینے کے لئے ایک دوسرے کو دلفریب باتیں سجھاتے رہتے ہیں اور اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے ۔تو چھوڑ دو اُن کو اور اُس کو جو کچھ یہ گھڑتے ہیں ۔'' (انعام: 112)

اِس وقت توہینِ رسالت کا جرم کرنے والے اظہارِ آزادیِ رائے کی پُرفریب بات یعنی ''زُخْرُفُ الْقَوْل'' کو اپنے جرم کا جواز بنا پیش کر رہے ہیں ۔حالانکہ دوسروں کے جذبات کو مجروح نہ کرنا بھی ایک اہم اخلاقی قدر ہے جسے دنیا کے تمام مہذب معاشرے تسلیم کرتے ہیں ،لیکن اِس قدر کو فراموش کر دیا گیا ۔دوسری طرف یورپ ہی میں اظہارِ آزادیِ رائے کا معاملہ یہ ہے کہ بہت سے صحافی محض اِس وجہ سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں کہ اُنہوں نے ہولوکاسٹ کے دوران ہلاک ہونے والے یہودیوں کی ساٹھ لاکھ کی تعداد کو چیلنج کیا تھا ۔اِن صحافیوں پر الزام لگایا گیا کہ اُنہوں نے یہودی قوم کی دل آزاری کی ہے لہٰذا وہ سزا کے مستحق ہیں ۔دوسری طرف توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے کروڑوں مسلمانوں کو دکھ پہنچا ہے لیکن اُس کا کوئی احساس نہیں ۔

اِس آیت میں اللہ نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو یہ شیاطین نبی کے خلاف کچھ نہ کر سکتے لیکن اللہ نے خود ہی اُن کو ڈھیل دی ہے ۔اُس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں تمام انسانوں کو اللہ نے امتحان کے لئے بھیجا ہے ۔ایک طرف نبی سے محبت کا راستہ ہے جس میں نبی کی اطاعت کرتے ہوئے شریعت کی پابندی کے ساتھ زندگی گزارنی ہے ۔دوسری طرف شریعت کی پابندیوں سے بچنے

کے لئے آسان راستہ ہے کہ شریعت کی راہ دکھانے والے نبی ہی کے دشمن بن جاؤ ۔یہ گستاخی وہی لوگ کرتے رہے جن کو آخرت میں محاسبہ پر یقین نہیں تھا ۔اِسی لئے سورہ ٔ انعام کی اگلی آیت میں فرمایا :

وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ
وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿﴾

''اور (ہم یہ اِس لئے کرنے دیتے ہیں) تاکہ مائل ہوں اُن باتوں کی طرف دل اُن لوگوں کے جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر اور پسند کر لیں اُس کو اور یہ اِس لئے بھی تاکہ کرتے رہیں وہ (برے کام) جو وہ کر رہے ہیں'' (انعام: 113)

نبی کے دشمنوں کی جسارتوں کا شر، اہلِ ایمان کے لئے یہ خیر پیدا کرتا ہے کہ اُن میں نبی کی محبت کا جوش اور بڑھ جاتا ہے، بقول اقبال :

تُندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لئے

ہر نبیؑ کے ساتھ دشمنی کرنے والوں کا ذکر سورۂ فرقان آیت 31 میں بھی آیا ہے :

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ
هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿﴾

''اور اِسی طرح ہم نے مجرموں میں سے ہر نبی کے دشمن بنا دیے اور اے نبی آپؐ کا رب ہدایت دینے اور مدد کرنے کو کافی ہے ۔''

نبی کے دشمن لوگوں کو گمراہ کرنے اور نبی کے مشن کو ناکام کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے لیکن اللہ کافی ہے ہدایت دینے اور نبی کا مددگار ہونے کے اعتبار سے ۔اللہ کا فیصلہ ہے کہ نبی کو ایذا دینے والے دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہو کر رہیں گے :

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

''جولوگ اللہ کو ناراض کرتے اور اُس کے رسول ؐ کو ستاتے ہیں، اُن پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لئے اُس نے رُسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے''۔(احزاب:57)

☆ مکی دور میں توہینِ رسالت :

پورے مکی دور میں مشرکین نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے رہے آپ ؐ پر طنز کے تیر برساتے رہے اور بار بار جسمانی اعتبار سے بھی مجروح کرنے کا جرم کرتے رہے۔ قرآنِ حکیم میں اِس توہین کا ذکر کئی بار آیا :

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

''اور (اے نبیؐ) جب بھی کافر آپ ؐ کو دیکھتے ہیں تو ہنسی کرتے ہیں کہ کیا یہی ہے وہ شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر (انکار) کیا کرتا ہے؟ حالانکہ وہ خود رحمٰن کے ذکر سے انکاری ہیں''۔(انبیاء : 36)

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝

''اور اُنہوں نے کہا کہ یہ قرآن اِن دونوں بستیوں (یعنی مکے اور طائف) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا؟'' (زخرف : 31)

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝

''اور اُنہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جو سمجھتا ہے کہ اُس پر نصیحت نازل ہوئی ہے، بلاشبہ تم تو یقیناً پاگل ہو''۔(حجر: 6)

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَاۗءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝

''اور اُنہوں نے تعجب کیا کہ اُن کے پاس اُنہی میں سے ایک خبردار کرنے والا آیا اور کافر

کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر ہے اور بہت بڑا جھوٹا''۔(ص : 4)

طائف میں آپ ﷺ کو اپنی حیاتِ مبارکہ کی شدید ترین اذیت کا سامنا ہوا اور آپ ﷺ نے اللہ کی جناب میں یوں فریاد کی :

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْا ضُعْفَ قُوَّتِيْ ، وَ قِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَاَنْتَ رَبِّيْ، اِلٰى مَنْ تَكِلُنِيْ؟ اِلٰى بَعِيْدٍ يَّجْهَمُنِيْ اَمْ اِلٰى عَدُوٍّ مَّلَّكْتَ اَمْرِيْ؟

''بارالٰہا! میں تجھ ہی سے اپنی کمزوری و بےبسی اور لوگوں کے نزدیک اپنی بےقدری کا شکوہ کرتا ہوں۔ یا ارحم الراحمین! تو کمزوروں کا رب ہے اور تُو ہی میرا بھی رب ہے۔ تُو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؟ کیا کسی بیگانے کے جو میرے ساتھ سختی سے پیش آئے یا کسی دشمن کے جس کو تو نے میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے؟''

جس شخص کی معاشرہ میں شروع ہی سے کوئی عزت نہ ہو، اگر کوئی اُس کی زیادہ توہین کر دے تو وہ اُس کا اتنا اثر نہیں لے گا۔ نبی اکرم ﷺ کو ظہورِ نبوت سے قبل لوگ الصادق اور الامین کہتے تھے۔ آپ ﷺ سے اپنے تنازعات کا فیصلہ کرواتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے اُنہیں دنیا و آخرت کی فلاح کی طرف دعوت دینی شروع کی تو وہ آپ ﷺ کے دشمن ہوگئے اور طرح طرح سے آپ ﷺ کی توہین کرنے لگے۔ اِس پر آپ ﷺ کو شدید دکھ تھا۔ اللہ نے آپ ﷺ کو اِن الفاظ میں تسلی دی :

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝

''(اے نبیؐ) ہم کافی ہیں آپ ؐ کی طرف سے اِن مذاق اُڑانے والوں کے خلاف۔ یہ

وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ اور معبود بنا لیے ہیں، پس یہ عنقریب جان لیں گے
(آپؐ کی توہین اور اللہ کے ساتھ شرک کا انجام)۔ اور ہم جانتے ہیں کہ اِن کی باتوں
سے آپؐ کا سینہ تنگ ہوتا ہے۔ سو آپؐ اپنے پروردگار کی تسبیح کیجئے اُس کی حمد کے ساتھ
اور ہو جایئے سجدہ کرنے والوں میں سے۔ اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہیے
یہاں تک کہ آپؐ کے پاس یقینی شے (یعنی موت) آ جائے''۔ (حجر: 95 - 99)

مکی دور میں نبی اکرم ﷺ کی سب سے زیادی توہین کرنے والا بد بخت ابولہب تھا۔ دورِ نبوی کا یہ واحد کافر ہے جس کا قرآن میں نام آیا اور اللہ نے اس کے حق میں شدید وعید بیان فرمائی :

تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ﴿﴾ مَا اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ﴿﴾
سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿﴾ (لہب : 1 - 3)

''ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ ہلاک ہو۔ نہ تو اُس کا مال ہی اُس کے کچھ
کام آیا اور نہ وہ جو اُس نے کمایا۔ وہ جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔''

دونوں ہاتھ سے مراد اُس کے دو بیٹے ہیں۔ ایک بیٹے نے اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ آپ ﷺ نے اُسے بد دعا دی کہ اے اللہ اپنے کتوں میں سے کوئی کتا اِس پر مسلط کر دے۔ شام سے ایک تجارتی سفر سے واپسی پر ایک شیر نے اُسے چیر پھاڑ دیا۔ دوسرا بیٹا مسلمان ہو گیا۔ گویا ابولہب اپنے دونوں بیٹوں سے محروم ہو گیا۔ موت کے بعد اُس کی میت سے اِس قدر تعفن پیدا ہوا کہ کوئی قریب نہ جا سکتا تھا۔ ایک رسی کے پھندے کے ذریعہ اُس کی لاش کو گھسیٹ کر جنگل میں پھینکا گیا۔ اِسی طرح فتح مکہ کے موقع پر قریش کے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں، تم سب آزاد ہو۔ البتہ ایسے نو افراد کو معاف نہیں کیا گیا جو آپ ﷺ کی توہین کرتے تھے۔ اُن کے بارے میں حکم دیا گیا کہ اگر وہ کعبہ کے پردے کے پیچھے بھی پائے

جائیں تو اُنہیں قتل کر دیا جائے۔

☆ مدنی دور میں توہین :

مدنی دور میں منافقین آپ ﷺ کی توہین میں پیش پیش تھے۔ قرآنِ حکیم میں اِس کا ذکر کئی مقامات پر ہوا :

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ
یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿﴾ (النساء: 61)

''اور جب اُنہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اُس کلام کی طرف جو اللہ نے نازل فرمایا اور رسولؐ
کی طرف تو آپؐ دیکھتے ہیں کہ منافق آپؐ کے پاس آنے سے کتراتے ہیں۔''

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰی ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَیَتَنٰجَوْنَ
بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَیَّوْكَ بِمَا لَمْ
یُحَیِّكَ بِهِ اللّٰهُ وَیَقُوْلُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ حَسْبُهُمْ
جَهَنَّمُ یَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿﴾

''کیا تم نے نہیں دیکھا اِن لوگوں کو جنہیں خفیہ سرگوشی کرنے سے منع کیا گیا تھا مگر وہ وہی کرتے ہیں جس سے اُنہیں منع کیا گیا تھا اور باہم سرگوشیاں کرتے ہیں گناہ اور معصیت اور زیادتی کے کاموں اور رسولؐ کی نافرمانی کے لئے اور جب (منافقین) آپؐ کے پاس آتے ہیں تو آپؐ کے بارے میں ایسے کلمات کہتے ہیں جو اللہ نے آپؐ کے لئے نہیں کہے اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں اِس پر اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔ اِن کے لئے جہنم کافی ہے، وہ اُس میں ڈالے جائیں گے اور وہ لوٹنے کی بہت بری جگہ ہے۔'' (المجادلہ: 8)

وَمِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ط

''اور اِن میں سے کچھ ہیں جو نبی ﷺ کو ایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو نرے

کان ہیں۔''(التوبہ : 61)

اِس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ غزوہ ٔ تبوک کے موقع پر منافقین غزوہ میں شرکت سے بچنے کے لئے جھوٹے عذر پیش کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ شرافت و مروّت کا پیکر تھے۔ آپ ﷺ یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ لوگ جھوٹا عذر پیش کر رہے ہیں، اُنہیں شرمندہ نہیں کرتے اور اُن کا عذر قبول فرما لیتے۔ وہ بدبخت باہر جا کر مذاق اڑاتے کہ ''ھُوَ اُذُنٌ'' محمد ؐ تو نرے کان ہیں، ہم جو بہانہ کریں، وہ ہمارے جھوٹ کو سمجھتے ہی نہیں بلکہ اُس پر یقین کر لیتے ہیں۔ گویا وہ آپ ﷺ کی نرمی کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے تھے۔

اللہ نے سورہ ٔ توبہ ہی میں منافقین کی اِن گستاخیوں کی سزا یوں بیان فرمائی :

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (التوبہ : 80)

''(اے نبی ؐ) خواہ آپ ؐ اُن کے لئے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں، اگر آپ ؐ اُن کے لئے ستر مرتبہ بھی بخشش مانگیں گے تب بھی اللہ ہرگز اِن کو معاف نہ فرمائے گا۔''

مدینہ میں منافقین کے علاوہ یہود بھی آپ ﷺ کی توہین کا جرم کرتے رہتے تھے۔ اُنہیں حسد تھا کہ آخری نبی ؐ یہود میں سے کیوں نہیں آئے۔ اِس ضد کی وجہ سے وہ آپ ؐ سے دشمنی رکھتے تھے۔ اللہ نے اُن کے خبثِ باطن اور اُن کے خلاف وعیدوں کا ذکر اِس طرح کیا :

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (بقرہ : 90)

''بری ہے وہ شے جس کے بدلہ اُنہوں نے سودا کیا اپنی جانوں کا کہ اُنہوں نے کفر کیا اُس کلام کا جو اللہ نے نازل کیا محض اِس بات سے جل کر کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنی مہربانی سے (وحی) نازل فرماتا ہے۔ تو وہ غضب در غضب کے مستحق ہوئے اور کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے''۔

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

''اور یہ جو یہودی ہیں اِن میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو اُن کے اصل محل و مقام سے بدل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور نہیں مانا اور سنئے، نہ سننے والے ہوتے ہوئے اور زبان کو مروڑ کر اور دین میں طعن کی راہ سے (آپ ؐ سے گفتگو کے وقت) راعنا کہتے ہیں اور اگر وہ (یوں) کہتے کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور (صرف) اِسْمع اور (راعنا کی جگہ) اُنْظُرْنا (کہتے) تو اُن کے حق میں بہتر ہوتا اور بات بھی بہت درست ہوتی لیکن اللہ نے اُن کے کفر کے سبب اُن پر لعنت کر رکھی ہے پس ایمان نہیں لائیں گے مگر اُن میں سے چند۔ اے کتاب والو! ایمان لے آؤ ہماری نازل کی ہوئی کتاب پر جو تمہاری کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے قبل اِس کے کہ ہم لوگوں کے مونہوں کو بگاڑ کر اُن کو پیٹھ کی طرف پھیر دیں یا اُن پر اِس طرح لعنت کریں جس طرح سبت والوں پر کی تھی اور اللہ نے جو حکم فرمایا سو (سمجھ لو کہ) پورا ہونے والا ہے۔'' (نساء: 46-47)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

''جو لوگ اللہ سے اور اُس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اُس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور

کفر کے بیچ میں ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں۔ وہ بلا شبہ پکے کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے‘‘۔ (نساء :150 - 151)

کعب بن اشرف یہودیوں کا ایک سردار تھا جسے اسلام اور اہلِ اسلام سے نہایت سخت عداوت اور جلن تھی۔ یہ نبی ﷺ کو اذیتیں پہنچایا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے خلاف جنگ کی کھلم کھلا دعوت دیتا پھرتا تھا۔ جب جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوگئی تو اللہ کا یہ دشمن، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی دشمنی میں انتہا پر پہنچ گیا۔ نبی اکرم ﷺ کی توہین میں اور مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی غیرت بھڑکانے کے لئے اشعار کہا کرتا تھا۔ مکہ جا کر قریش کی بدر میں شکست کے حوالے سے آتشِ انتقام کو اور بھڑکاتا رہا۔ اِن حالات میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو کعب بن اشرف سے نمٹے؟ کیوں کہ اُس نے اللہ کو ناراض کیا ہے اور اُس کے رسول ﷺ کو اذیت دی ہے۔ اِس کے جواب میں محمد بن مسلمہؓ، عباد بن بشرؓ، سلکان بن سلامہؓ، حارث بن اوسؓ اور ابو عبس بن جبرؓ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اِس مختصر سی جماعت نے جس کے کمانڈر محمد بن مسلمہؓ تھے کعب بن اشرف کو جہنم واصل کیا۔

بعد کے ادوار میں بھی بعض بدباطن یہ جرائم کرتے رہے اور اللہ کی لعنت کے مستحق بنتے رہے۔

برعظیم میں توہینِ رسالت

برعظیم میں توہینِ رسالت کبھی کھلم کھلا، کبھی دھوکہ وفریب کے پردے میں اور کبھی شریعت کے خلاف بعض اقدامات کے ذریعہ کی گئی۔ اِس کی تفصیلات حسبِ ذیل ہیں :

1- برعظیم میں ناموسِ رسالت پر پہلا حملہ مغلیہ دور میں اکبر کی بادشاہت کے دوران ہوا۔ اِس دور میں مغلیہ حکومت کو ہندوستان میں بڑا عروج اور استحکام حاصل ہو چکا تھا۔ اکبر کے والد ہمایوں سے سوری خاندان نے حکومت چھین لی تھی اور ہمایوں کو حکومت کے دوبارہ حصول کے لئے بڑی جدوجہد کرنی پڑی تھی۔ اکبر کو بھی اندیشہ تھا کہ کہیں دوبارہ ہندوستان میں

مغلیہ اقتدار، خطرہ سے نہ دوچار ہو جائے۔ اُسے سب سے زیادہ خطرہ ہندوستان میں بسنے والوں کے مذہبی اختلافات اور تفریق سے تھا۔ چند درباری علماء نے اکبر کو مذہبی تفریق کے خاتمہ کے لئے یہ پٹی پڑھائی کہ چونکہ اللہ کا ایک دن ہماری تقویم کے اعتبار سے ایک ہزار برس کا ہے (سورہ حج آیت 47، سورہ سجدہ آیت 5) لہٰذا محمد ﷺ جو دین لائے تھے وہ صرف ایک ہزار برس کے لئے تھا۔ اب دینِ محمدی نہیں بلکہ دینِ الٰہی کی ضرورت ہے جس میں تمام مذاہب کی مشترکہ اقدار کو شامل کر لیا جائے۔ ہندوستان میں بسنے والے مختلف مذاہب کے لوگ دینِ الٰہی قبول کر کے اکبر کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ دینِ الٰہی کے اِس فتنہ میں دراصل ایمان بالرسالت کی نفی تھی۔ کسی کا نبی اکرم ﷺ پر ایمان ہو یا نہ ہو، دینِ الٰہی کے تحت سب ایک ہی دھرم میں شمار ہوں گے۔ اِس فتنہ کے خلاف اکبر اور جہانگیر کے ادوار میں پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے شیخ مجدد الف ثانیؒ، جن کی تحسین اقبال نے اِس طرح کی :

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر — وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے — جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان — اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

اِن اشعار میں اہم ترین لفظ ہے ’’ملت‘‘۔ یعنی مسلمانوں کا تعلق ایک ملت سے ہے جس کی بنیاد رنگ، نسل، وطن پر نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان ہے اور یہ ایمان ہی ’’سرمایۂ ملت‘‘ ہے۔

2- انگریزی دورِ حکومت میں آنجہانی غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور نبی اکرم ﷺ کی کئی بار اپنی تحریر و تقریر میں توہین کی، مثلاً :

☆ آنحضرت ﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے، حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اُس میں پڑتی ہے۔ (مکتوب مرزا غلام احمد قادیانی، الفضل 22 جنوری 1964ء)

☆ اسلام محمد عربی کے زمانہ میں پہلی رات کے چاند کی طرح تھا اور مرزا قادیانی کے زمانہ میں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگیا۔ (مرزا غلام احمد قادیانی، خطبہ الہامیہ ص 93)

☆ اگر ہمارے بھائی جلدی سے جوش میں نہ آجائیں، تو میرا تو یہی مذہب ہے جس کو دلیل کے ساتھ پیش کرسکتا ہوں کہ تمام نبیوں کی فراست اور فہم آپ کے برابر نہیں مگر پھر بھی بعض پیشگوئیوں کی نسبت آنحضرت ﷺ نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے اُن کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی۔ (مرزا غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام ص 400)

☆ خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی، ایک غلطی کا ازالہ ص 10)

☆ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ اِس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی۔

(قادیانی مذہب، اشاعت 9 ص 266)

☆ یہ بالکل صحیح ثابت ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔

(ابن مرزا غلام احمد قادیانی، الفضل 17 جولائی 1922ء)

☆"ہمارے نبی ﷺ کے نشان معجزات قریب تین ہزار کے ہیں۔"(البریہ ص 137)۔ "خدا نے میری سچائی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے۔"(حقیقت الوحی ص 164)۔ "اگر تفصیلاً جدا جدا شمار کیا جائے تو قریباً سارے نشان دس لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"(براہین ج 5 ص 118)

غلام احمد قادیانی ملعون کے ایک پیروکار نے اُس کی مدح میں یہ اشعار کہے :

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

غلام احمد قادیانی کو اللہ نے دنیا میں ذلیل کیا، ہیضہ کے مرض میں اُس کی وفات ہوئی، آخری وقت میں چارپائی پر اوندھے منہ گرا، سر چارپائی کے سرے سے ٹکرایا اور وہ جہنم واصل ہوا۔

3- ہندوستان میں متحدہ وطنی قومیت کا نظریہ بھی درحقیقت ایمان بالرسالت کے خلاف ایک سازش تھی۔ گاندھی جی نے کانگریس کے پلیٹ فارم سے تصور پیش کیا کہ ہندوستان میں بسنے والے تمام افراد ایک ہی قوم ہیں چاہے وہ ہندو ہوں، سکھ ہوں عیسائی ہوں، پارسی ہوں یا مسلمان۔ اُس وقت اِس فتنہ کی زور دار نفی کی مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اپنی تحریروں کے ذریعہ اور علامہ اقبال نے شاعری کی صورت میں :

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر — خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی
اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار — قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

4 - 1924ء میں ایک ہندو راج پال نے ایک انتہائی توہین آمیز کتاب لکھی جس میں نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر بڑے اشتعال انگیز اسلوب میں حملے کیے۔ اِس کے جواب میں ایک طرف مولانا ثناء امرتسریؒ نے ''مقدس رسولؐ '' لکھ کر مسلمانوں کو قلبی سکون پہنچایا اور دوسری طرف ایک محبّ رسولؐ غازی علم دین نے راج پال کو جہنم واصل کیا اور پھر خود اپنے آپ کو قانون کے حوالے کرکے پھانسی کی سزا قبول کی اور شہید کا لقب پایا۔

5 - 1933ء میں ایک ہندو نتھورام نے ''ہسٹری آف اسلام'' کے نام سے ایک کتاب میں نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں سخت گستاخی کی۔ مسلمانوں نے اُس کے خلاف کراچی کی عدالت میں مقدمہ دائر کردیا۔ 1934ء میں ایک نوجوان عبدالقیوم نے عدالت میں مقدمے کی سماعت کے دوران نتھورام پر چاقو سے بھرپور وار کرکے اُسے قتل کردیا۔ انگریز جج نے ڈائس سے اُتر کر اُس سے پوچھا ''تم نے اِس شخص کو کیوں قتل کیا؟ غازی عبدالقیوم نے

عدالت میں آویزاں جارج پنجم کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ''یہ تصویر تمہارے بادشاہ کی ہے کیا تم اپنے بادشاہ کی توہین کرنے والے کو موت کے گھاٹ نہیں اتارو گے؟ اِس ہندو نے میرے آقا کی شان میں گستاخی کی ہے جسے میری غیرت برداشت نہ کر سکی''۔

6- سلمان رشدی ملعون نے توہین رسالت پر کتاب **The Satanic Verses** لکھی۔اِس کے خلاف علماء کرام نے واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا اور وہ خفیہ پناہ گاہوں میں روپوش ہونے پر مجبور ہے۔

7- تسلیمہ نسرین ملعون نے بنگلہ دیش میں توہین آمیز مضامین لکھے۔اِس کے خلاف بھی قتل کا فتویٰ دیا گیا، وہاں کی حکومت نے اُسے رازداری سے بیرونِ ملک فرار کرادیا اور اب وہ بھی خفیہ پناہ گاہ میں محصور رہنے پر مجبور ہے۔

8- قیامِ پاکستان کے بعد نفاذِ شریعتِ محمدی سے گریز کر کے ہم نے بھی عملی اعتبار سے توہینِ رسالت کے جرم کا ارتکاب کیا۔ نبی کریم ﷺ کے لائے ہوئے دین کی پامالی کا مرثیہ کہہ کر ہم نے مسلمانانِ برعظیم میں ایک احساسِ زیاں پیدا کیا اور نفاذِ شریعتِ محمدی ﷺ کی خاطر ایک آزاد ملک کے حصول کے لئے تحریک میں جوش و جذبہ پیدا کر دیا :

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے — اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد — دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

اور

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے — امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین کہ بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے — پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

اور

اے بادِ صبا کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضہ سے اُمت بیچاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی

جب آزاد ملک حاصل ہو گیا تو نفاذِ شریعتِ محمدی ﷺ سے پہلو تہی کرتے ہوئے بڑے بڑے جرائم کیے جن کی تفصیل یہ ہے :

i- قراردادِ مقاصد کے ساتھ کھیل کھیلا۔قراردادِ مقاصد کے الفاظ تھے کہ ''کوئی قانون سازی ایسی نہ ہوگی جو قرآن وسنت سے متصادم ہو''۔اوّل تو ہم نے قراردادِ مقاصد کو دستور میں شامل کرنے کے حوالے سے تاخیر کی۔ پھر جب اِسے شامل کیا، تو دستور کے عملی حصے میں رکھنے کے بجائے اُصولی حصہ میں رکھا۔بعد ازاں دستور کے عملی حصہ میں لائے بھی تو اُسے دستور کی دیگر دفعات پر فوقیت نہ دی۔لہٰذا یہ قرارداد، دستور کی غیر اسلامی دفعات کو ختم نہیں کر سکتی۔

ii- قدرت اللہ شہاب صاحب نے ''شہاب نامہ'' میں لکھا ہے کہ ایوب خان صاحب نے ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے نام سے اسلام کا لفظ نکالنے کا فیصلہ کیا۔مشرقی پاکستان کے عوام کے احتجاج پر اِس ناپاک فیصلہ پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔

iii- انگریزی دورِ حکومت میں مسلمانوں کے لئے عائلی قوانین ''محمڈن لاء'' کے نام سے شریعت کے مطابق نافذ تھے۔ ہندوستان میں آج بھی مسلم پرسنل لاء شریعت کے مطابق ہے۔دوسری طرف ہم نے **1962** میں اِن عائلی قوانین میں غیر شرعی دفعات داخل کر دیں۔

iv- **1977**ء میں بھٹو ہٹاؤ تحریک کے دوران عوام کو سڑکوں پر لانے کے لئے تحریک کو ''تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ؐ'' کا نام دے کر قوم کے ساتھ دھوکہ کیا۔تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ؐ کو ''پاکستان قومی اتحاد'' کے نام سے سیاسی جماعتوں کا ایک اتحاد چلا رہا تھا۔ اِس اتحاد میں ولی خان، اصغر خان، پیر صاحب پگارا جیسے لیڈر شامل تھے جنہوں نے کبھی بھی اسلام کے نفاذ کو اپنے منشور میں شامل نہیں کیا۔

v- سودی معاملات سے بچنے کی خواہش رکھنے والوں کو دھوکہ دیتے ہوئے سودی کھاتوں

کانام بدل کر **PLS** کر دیا۔

vi - قانونِ توہینِ رسالت بنایا اور توہین کے مرتکب افراد کو بیرونی دباؤ پر پاکستان سے فرار ہونے میں تعاون کیا۔

vii - بینک انٹرسٹ کو رِبا قرار دینے کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کو دھاندلی کے ذریعہ کالعدم قرار دیا۔

viii- روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر اسلام کا ایک خودساختہ تصور ذرائع ابلاغ کے ذریعہ عام کیا جا رہا ہے جو مغربی تصورات سے تو ہم آہنگ ہے لیکن اُس کا نبی اکرم ﷺ کی سنت سے کوئی تعلق نہیں۔

ix - سب سے پہلے پاکستان کا گمراہ کن نعرہ لگایا جا رہا ہے، حالانکہ مبشرِ پاکستان علامہ اقبال نے کہا تھا :

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے　　اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے

توہینِ رسالت کے موجودہ واقعہ کا پس منظر

1- توہین آمیز خاکوں کی اشاعت میں یہودی ہاتھ ملوث ہے۔ ڈنمارک کے اخبار جائی لینڈز پوستن (**Jyllands Posten**)، جس نے سب سے پہلے توہینِ رسالت پر مبنی خاکے شائع کیے، اُس کے ہیڈ کوارٹر کی عمارت پر اخبار کے **logo** کے ساتھ صیہونیوں (**Zionists**) کے مخصوص ستارے کا نشان بھی موجود ہے۔ یہود گریٹر اسرائیل کے قیام کے لئے مسلمانوں اور عیسائیوں کو لڑانا چاہتے ہیں لہٰذا :

i - سوویت یونین کی تحلیل کے بعد تہذیبوں کے تصادم کا فلسفہ پیش کیا گیا اور اسلامی تہذیب کو مغربی تہذیب کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا گیا۔

ii- میڈیا کے ذریعہ عیسائی دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلائی جارہی ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے امریکی اور یورپی ٹیلی وژن پر دکھائے جانے والے پروگرام اور

لاکھوں کی تعداد میں چھپنے والی مذہبی کتب، بڑے زور شور سے اعلان کر رہی ہیں کہ غیر قوموں کی میعاد ختم ہوا چاہتی ہے اور نزولِ مسیحؑ کا زمانہ آن پہنچا ہے۔ مسیحی لٹریچر سے ناواقف آدمی اِن اعلانات میں مضمر اُن امنگوں کا اندازہ نہیں کرسکتا جو ایک نصرانی کے سینہ میں یہ اعلان سن کر جاگ اُٹھتی ہیں۔ بائبل کے اِس بیان کو مسیحی اپنے لئے غیر قوموں پر غلبہ اور ارضِ مقدس یعنی شام پر قبضہ کی نوید سمجھتے ہیں جو اِس وقت تک ایک غیر قوم یعنی مسلمانوں کے تسلط میں ہے۔ یورپی ذرائع ابلاغ، لٹریچر اور اِن پروگراموں کے ذریعے دنیا بھر کے عیسائیوں کو اُن کی مذہبی ذمہ داریوں کی ادائیگی پر آمادہ کیا جارہا ہے۔ اِن ذمہ داریوں میں سرفہرست یہودیوں کو ارضِ مقدس میں لاکر بسانا ہے اور ارضِ مقدس کو غیر قوموں سے واگزار کرنا ہے۔

iii- **9/11** کے حادثہ کے پیچھے بھی یہودی سازش ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ امریکہ جیسے ملک میں طیارے اپنے اصل **route** سے ہٹ کر ایک گھنٹے تک محوِ پرواز رہیں اور اِس حوالے سے کوئی حفاظتی اقدام نہ ہو۔ ٹریڈ ٹاورز کی تباہی کے لئے سوچ سمجھ کر ایک منصوبہ بنایا گیا اور ساری دنیا کی ہمدردیاں حاصل کر کے افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت کو ختم کر دیا گیا کیونکہ اُن کا مجاہدانہ جوش وخروش گریٹر اسرائیل کے لئے مستقل خطرہ تھا۔

iv- جھوٹے الزامات لگا کر عراق کے خلاف کارروائی کی گئی لیکن پورا یورپ امریکہ کے ساتھ نہیں آیا۔ جرمنی اور فرانس نے امریکی اقدام کی مخالفت کی۔ عیسائی دنیا میں امریکہ کے خلاف بڑے بڑے مظاہرے کیے گئے۔

v- عراق کے معاملہ میں یورپ کے بھرپور ساتھ نہ دینے پر یہود کو تشویش ہوئی، لہٰذا برطانیہ میں **7/7** کا ڈرامہ کیا گیا تا کہ یورپ میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کو بھڑکایا جا سکے۔

vi- ڈنمارک اور بعدازاں دیگر یورپی ممالک میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کی گئی تاکہ مسلمانوں کو مشتعل کیا جائے ۔ اِسی دوران برطانوی فوجیوں کی عراقی قیدیوں کے ساتھ زیادتی اور ابوغریب جیل میں قیدیوں کے ساتھ زیادتی کی نئی ویڈیوز بھی منظرِ عام پر لائی گئیں تاکہ نفرتیں اپنی انتہا کو پہنچ جائیں۔ پھر اسلامی دنیا میں ہونے والے پرتشدد احتجاجی مظاہروں کی مغربی ملکوں میں تشہیر کرکے وہاں کے عام کو باور کرایا جائے کہ مسلمان تو ہیں ہی غیر مہذب اور دہشت گرد۔

2- عیسائی دنیا میں بعض دانشور یہود کی اِس سازش کو سمجھتے ہیں اور عوام کو اِس سے آگاہ بھی کرتے ہیں لیکن عیسائی ملکوں کی قیادت '' فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے '' کے مصداق یہودیوں کی آلہ کار بن چکی ہے۔ یہ عیسائی قیادت مسلمانوں کے خلاف کسی بڑے اقدام سے پہلے اُن کی غیرت وحمیت کا اندازہ کرنا چاہتی ہے۔ خاص طور پر **OIC** کا امتحان لینا مقصود ہے کہ وہ اِس قسم کی شرانگیزی کے خلاف مؤثر اقدامات کرنے کی سکت رکھتی ہے یا نہیں۔ یہ بات منظرِ عام پر آچکی ہے کہ عیسائی حکومتیں مسلمانوں کے خلاف آخری صلیبی جنگ (***The Final Crusade***) کی منصوبہ بندی کررہی ہیں۔ امریکہ میں ***9/11*** کے حادثہ کے بعد صلیبی جنگ کا لفظ صدر بش کی زبان پر بھی آگیا تھا، جس کی بعد میں معذرت پیش کی جاتی رہی۔ امریکی ریاست فلاڈیلفیا سے چھپنے والے رسالے ''**The Philadelphia Trumpet**'' کے اگست **2001** کے شمارے کے ٹائٹل پر لکھا ہوا ہے :

Most people think the crusades are a thing of the past - over forever. But they are wrong. Preparations are being made for a final crusade, and it will be the bloodiest of all!

یہودی سازش کا نتیجہ

معاملہ ''**الملحمة العظمیٰ** '' یعنی اُن ہولناک جنگوں کی طرف جارہا ہے جو قربِ قیامت مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ہوں گی اور جن میں بڑے پیمانے پر ہلاکتیں ہوں گی۔ احادیث میں اِن جنگوں کی پیشگوئی اِس طرح کی گئی :

'' حضرت ذی مخبر ؓ فرماتے ہیں میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے، تم جلد ہی اہل روم کے ساتھ صلح کروگے ایک بڑی صلح۔ پھر تم اور وہ مل کر ایک ایسے دشمن سے جنگ کروگے جو تمہارے پیچھے ہے۔ پھر تمہیں مدد دی جائے گی اور تم لوٹ لاؤ گے (مالِ غنیمت) اور تم سلامت رہوگے۔ پھر تم پلٹو گے یہاں تک کہ ایک ٹیلوں والے نخلستان میں اترو گے۔ پھر ایک شخص نصرانیوں میں سے اٹھ کر صلیب کو بلند کرے گا اور کہے گا کہ صلیب غالب آگئی۔ اِس پر مسلمانوں میں سے ایک شخص غضبناک ہوجائے گا اور اُسے (صلیب کو) توڑ دے گا۔ اِس پر رومی صلح ختم کردیں گے اور ملحمہ کے لئے جمع ہوجائیں گے۔ بعض روایتوں میں مزید اضافہ ہے کہ پھر مسلمان اپنے اسلحہ کی طرف لپکیں گے اور جنگ کریں گے پس اللہ اِس جماعت کو شہادت سے عزت دے گا''۔ (سنن ابی داؤد کتاب الملاحم)

'' حضرت عوف بن مالک ؓ فرمانے ہیں کہ میں نبی کریم ؐ کے پاس غزوہ تبوک میں حاضر ہوا۔ آپ ؐ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ چھ باتیں قیامت سے پہلے واقع ہوں گے، اِنہیں گن رکھو۔ میری موت، پھر بیت المقدس کی فتح، پھر ایک وبا پھیلے گی جو تم میں سے اِس طرح لوگوں کو لے جائے گی جیسے قعاص کی بیماری بکریاں چٹ کرجاتی ہے، پھر تم میں مال بہے گا یہاں تک کہ کسی شخص کو سو دینار دیئے جائیں گے تو بھی وہ راضی نہ ہوگا، پھر ایک فتنہ پیدا ہوگا جو عرب کے کسی گھر میں بھی داخل ہوئے بغیر نہیں رہے گا، پھر تم میں اور بنوالاصفر میں صلح ہوگی تو وہ تمہیں دھوکا دیں گے اور تم پر اسّی (***80***) علم لے کر چڑھ دوڑیں گے۔ ہر علم کے نیچے بارہ ہزار فوج ہوگی''۔ (بخاری جلد اول)

اِس حدیث پاک کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا واقعات کو بیان کرنے کے ضمن میں جو عام اسلوب تھا وہ سمجھ لیا جائے۔ آپؐ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی جب کبھی خبر دیتے تو جتنے واقعات اپنے دور سے قریب کے بیان فرماتے، عموماً اتنے ہی حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے دور سے قریب کے بھی ارشاد فرماتے۔ درمیان کے عرصہ میں پیش آنے والے واقعات، عموماً واقعات کے تسلسل میں بیان کرنے کے بجائے علیحدہ ذکر کردیتے۔ یہ نکتہ اگر سمجھ میں آجائے تو بہت سی احادیث جو بظاہر مشکل نظر آتی ہیں، آسان محسوس ہوں گی۔ اِس حدیث کے متن اور عالمِ واقعہ میں ان خبروں کے ظہور کی ترتیب بتا رہی ہے کہ یہ حدیث عیسیٰؑ کے نزول سے پہلے عرب علاقہ میں چھ باتوں کے واقع ہونے کی خبر دے رہی ہے اور اِن میں سے تین باتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے قریب ہیں اور تین نزولِ مسیحؑ سے قریبی زمانہ کی۔ چنانچہ غزوۂ تبوک کے بعد جلد ہی آپ ﷺ کی وفات واقع ہوگئی، پھر حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں بیت المقدس فتح ہوگیا اور اُنہیں کے دور میں طاعونِ عمواس میں ہزاروں صحابہؓ جاں بحق ہوگئے۔ یہ تین نشانیاں تو آپ ﷺ کے دور کی تھیں۔
تین باقی ماندہ نشانیوں کے ظہور کا آغاز اِس صدی کی تیسری یا چوتھی دہائی سے ہوا۔ چنانچہ پچاس سال سے عربوں میں مال جس طرح بہہ رہا ہے اور زمین جس طرح اپنے خزانے اُگل رہی ہے، ہر شخص کو اِس کا بخوبی علم ہے۔ اِس کے علاوہ مغربی تہذیب کا فتنہ جو ابتدائے عالم سے پیدا ہونے والے فتنوں میں سب سے بڑا پُر آشوب، ایمان واسلام کے لئے مہلک ترین اور نفاق ومنافقت کی بدترین شکل ہے، ہر عرب گھرانے میں داخل ہو چکا ہے۔ اِس کے داخلہ کا سبب بھی یہی تیل کی دولت ہی ہے۔ اِس سلسلہ کی آخری نشانی یعنی عربوں اور بنو الاصفر (اہلِ یورپ) کی صلح اور عراق کے خلاف مشترکہ جنگی کارروائی کا منظر بھی دنیا نے دیکھ لیا ہے جو سنن ابی داؤد کی بیان کردہ روایت کے عین مطابق ہے۔ اب اِس چھٹی نشانی کا باقی آدھا حصہ یعنی صلح شکنی اور عربوں پر عام یلغار باقی ہے۔

جہاں تک اسّی (80) جھنڈوں کے زیرِ سایہ عیسائی فوجوں کے حملہ آور ہونے کا تعلق ہے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ وارسا کے ختم ہونے اور مشرقی ومغربی یورپ کے متحد ہو جانے کے بعد اب یہ ناممکن نہیں رہا کہ اسّی (80) نصرانی ممالک مسلمانوں کے خلاف معرکہ میں حصہ لینے کے لئے کود پڑیں۔ خلیج کی پہلی جنگ میں عراق کے خلاف تمام عیسائی دنیا کا جو مثالی اتحاد سامنے آیا ہے، اِس نے بھی مستقبل قریب کے اِس حادثہ کے تصور کو ہمارے لئے آسان کر دیا ہے۔
اسّی (80) جھنڈوں کے تحت عیسائیوں کا عربوں پر حملہ آور ہونا اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار کی متعین تعداد کا ہونا دو امکانی صورتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ امریکہ اور یورپ کے بڑوں کی خوشنودی، اپنے مفادات کی تکمیل اور فتح میں اپنے حصہ کی یقین دہانی حاصل کرنے کے لئے ہر نصرانی ملک زور لگائے جس کے نتیجہ میں اسّی (80) ممالک سے ایک متعین تعداد میں فوج مانگی جائے اور ہر ملک کی فوج کی تعداد بارہ ہزار ہو۔ دوسری امکانی صورت یہ ہے کہ ملکوں کی تعداد تو نہ معلوم رہے مگر جمع ہونے والی فوج کو اسّی (80) ڈویژنوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ہر ڈویژن میں بارہ ہزار فوجی ہوں۔ (واللہ اعلم بالصواب)
اتحادی افواج کو صلح شکنی کے لئے اگرچہ بہانہ تو ایک مسلمان کے صلیب توڑ دینے سے مل جائے گا لیکن اِس کے بعد اسّی (80) علم لے کر چڑھ دوڑنے کے اسباب ومحرکات کچھ اور بھی ہیں۔ اِن میں سے کچھ معاشی محرکات بھی ہیں اور کچھ مذہبی محرکات بھی جو ایک کیمپ میں ہونے والی جھڑپ کو ایک عظیم جنگ میں بدل کر رکھ دیں گے۔

مسلمانوں کے لئے خوفناک صورتِ حال

صورتِ حال مسلمانوں پر ہولو کاسٹ جیسی تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے:

لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِىْ مَا اَتٰى عَلٰى بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ

''میری اُمّت پر بھی وہ تمام احوال وارد ہو کر رہیں گے جو بنی اسرائیل پر ہوئے، بالکل ایسے

جیسے ایک جوتا دوسرے جوتے سے مشابہ ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

تاریخی اعتبار سے بنی اسرائیل پر عذاب کے تین کوڑے برسے۔ پہلا مشرق سے حملہ آور ہونے والے کلدانیوں کے ہاتھوں 587 قبل مسیح میں، دوسرا 70 عیسوی میں شمال سے آنے والے رومیوں کے ہاتھوں اور تیسرا دوسری جنگِ عظیم کے دوران ہٹلر کے ہاتھوں جسے ہولوکاسٹ کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں پر اب تک دوبار عذاب کے دو تازیانے پڑ آچکے ہیں۔ پہلا مشرق سے آنے والے تاتاریوں کے ہاتھوں 1256 عیسوی میں اور دوسرا شمال سے آنے والی یورپی اقوام کے ہاتھوں کہ جب 1924 عیسوی میں خلافتِ عثمانیہ کا خاتمہ ہوگیا۔ اِس سلسلہ میں تفصیلات ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کتاب ''تنظیمِ اسلامی کا تاریخی پس منظر'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ اب مسلمانوں پر تیسرے عذاب کے آثار نظر آرہے ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ سب سے بڑی توہینِ رسالت کا ارتکاب خود مسلمان کر رہے ہیں۔ نمازوں سے غفلت، بے پردگی و فحاشی، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، جھوٹ، دھوکہ دہی، حرام خوری کی طرح طرح کی صورتیں، سودی معاملات، اسلامی بینکنگ کے نام پر فراڈ، قتل و غارت گری، خوشی و غمی کے مواقع پر بدعات و ہندوانہ رسومات، نئے عیسوی سال کی آمد پر ہلڑ بازی، بسنت اور ویلنٹائن ڈے جیسے غیر اسلامی تہواروں کا ذوق وشوق، غرض ہر برائی ہمارے کردار میں موجود ہے۔ ہم اِس وقت دنیا میں دینِ اسلام کے نمائندے ہیں لیکن اپنے غلط کردار کی وجہ سے اسلام کی غلط تصویر لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ ہمارے منافقانہ طرزِ عمل کا مظہر یہ ہے کہ ایک طرف ہم توہینِ رسالت کے جرم پر احتجاج کر رہے ہیں اور ساتھ ہی پورے جوش وخروش کے ساتھ کرکٹ میچ بھی کھیل رہے ہیں۔ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ ایک روز مدرسہ ٔ دیوبند میں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے درسِ حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''بخاری شریف کا سبق ہو رہا تھا، مشہور حدیث گزری کہ تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اُسے اُس کے والد، بیٹے اور سارے انسانوں سے

زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ یہ حدیث مشہور اور جانی پہچانی ہے۔ فقیر نے عرض کیا کہ بحمد اللہ عام مسلمان بھی سرکار کائنات ﷺ کے متعلق محبت کی اِس دولت سے سرفراز ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ ماں باپ کی توہین کو تو ایک حد تک مسلمان برداشت کر لیتا ہے، زیادہ سے زیادہ گالیوں کے جواب میں بھی گالیوں پر اتر آتا ہے لیکن رسالتمابؐ کی ہلکی سی سبکی بھی مسلمانوں کو اِس حد تک مشتعل کر دیتی ہے کہ ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں۔ آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ جان پر لوگ کھیل گئے۔ سن کر حضرت نے فرمایا کہ ہوتا بے شک یہی ہے، جو تم نے کہا، لیکن ایسا کیوں ہوتا ہے؟ تہہ تک تمہاری نظر نہیں پہنچی۔ محبت کا اِقتضاء یہ ہے کہ محبوب کی مرضی کے آگے ہر چیز قربان کی جائے لیکن عام مسلمانوں کا جو برتاؤ آنحضرت ﷺ کی مرضی ٔ مبارک کے ساتھ ہے، وہ بھی ہمارے تمہارے سامنے ہے۔ پیغمبر ﷺ نے ہم سے کیا چاہا تھا، اور ہم کیا کر رہے ہیں، اِس سے کون ناواقف ہے۔ پھر سبکی آپ ﷺ کی جو مسلمانوں کے لئے ناقابلِ برداشت بن جاتی ہے، اُس کی وجہ محبت تو نہیں ہوسکتی۔ خاکسار نے عرض کیا، تو آپ ہی فرمائیں کہ اِس کی صحیح وجہ کیا ہے؟ نفسیاتِ انسانی کے اِس مبصرِ حاذق نے فرمایا کہ سوچو گے تو درحقیقت آنحضرت ﷺ کی سبکی میں اپنی سبکی کا غیر شعوری احساس پوشیدہ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی خودی اور انانیت مجروح ہوتی ہے، ہم جسے اپنا پیغمبر اور رسول مانتے ہیں، تم اُس کی اہانت نہیں کر سکتے۔ چوٹ درحقیقت اپنی اسی "ہم" پر پڑتی ہے، لیکن مغالطہ ہوتا ہے کہ پیغمبر ﷺ کی محبت نے انتقام پر اُن کو آمادہ کیا ہے۔ نفس کا یہ دھوکہ ہے۔ جو اپنی جگہ ٹھنڈے دل سے غور کرے گا، اپنے طرزِ عمل کے تناقض کے اِس نتیجے تک پہنچ سکتا ہے، بہر حال محبوب کی مرضی کی جسے پرواہ نہ ہو، اذان ہو رہی ہے اور لایعنی اور لاحاصل گپوں سے بھی جو اپنے آپ کو جدا کر کے موذن کی پکار پر نہیں دوڑتا، اُسے انصاف سے کام لینا چاہیے کہ محبت کا دعویٰ اُس کے منہ پر کس حد تک پھبتا ہے۔''

حضرت والا کی تقریر کا یہی خلاصہ تھا۔ ظاہر ہے ندامت اور شرمندگی کے ساتھ سر جھکا لینے کے سوا، اُن کی اِس نفسیاتی تنبیہ کے بعد میرے لئے کچھ اور پوچھنے کی گنجائش ہی کیا باقی رہی تھی۔

لائحۂ عمل

i- اپنے ذاتی کردار کو نبی اکرم ﷺ کی شریعت کے مطابق استوار کریں تا کہ مختلف فتنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شاملِ حال ہو، بقول الطاف حسین حالی :

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

حضرت عیسیٰؑ کا ایک واقعہ بائبل میں مذکور ہے کہ اُنہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ بڑے غیظ و غضب کے ساتھ ایک شادی شدہ عورت کو زنا کا جرم ثابت ہونے کی وجہ سے سنگسار کرنے لے جا رہے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ بھی اُن کے ساتھ شامل ہو گئے۔ عورت کو ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا گیا اور اب پتھر مارنے کا آغاز ہونے والا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ نے آواز لگائی ''ٹھہر جاؤ! پہلا پتھر وہ مارے جس نے خود کبھی زنا نہ کیا ہو''۔ مجمع پر سکوت طاری ہو گیا اور رفتہ رفتہ لوگ وہاں سے منتشر ہو گئے۔ اِسی طرح ہم بھی توہینِ رسالت کے حوالے سے مظاہروں میں تو بڑے پر جوش ہیں لیکن اپنا جائزہ لیں کہ کہیں شریعتِ محمدی ﷺ کی تعلیمات سے پہلوتہی کر کے ہم خود بھی توہینِ رسالت کے مرتکب تو نہیں ہو رہے؟ بلا شبہ نبی اکرم ﷺ کی محبت ہمارے ایمان کا لازمی جز ہے لیکن ایمان ہی کے حوالے سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد بھی تو ہے کہ :

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبْعاً لِّمَاجِئْتُ بِهٖ

''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اُس کی خواہشِ نفس اُس ہدایت کے تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔'' (بیہقی)

ii- عالمِ اسلام اور عالمِ عیسائیت میں نفرتیں اِس قدر بڑھ چکی ہیں کہ تصادم ناگزیر ہے۔ اگر اِس موقع پر غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ نہیں کیا گیا تو جسارتیں اور بڑھیں گی۔ لہٰذا تحریر، تقریر اور ریلیوں کے ذریعہ پرامن اور منظّم احتجاج کیا جائے۔ ہڑتالوں، توڑ پھوڑ اور آتش زنی سے ہم اپنا نقصان کریں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿ (آلِ عمران : 186)

''(اے اہلِ ایمان) تم اہلِ کتاب سے اور اُن لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے، تو اگر صبر اور پرہیزگاری کرتے رہو گے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔''

ہڑتالیں، توڑ پھوڑ اور آتش زنی، احتجاج کی وہ صورتیں ہیں جو تقویٰ کے خلاف ہیں۔

iii- حسبِ ذیل مطالبات کی منظوری تک احتجاج جاری رہنا چاہیئے :

☆ مجرم ممالک سے سفارتی تعلقات، تجارتی روابط اور دیگر معاہدات اُس وقت تک منقطع کیے جائیں جب تک وہ توہینِ رسالت کے مجرمین کو قرار واقعی سزا نہ دیں۔

☆ اقوامِ متحدہ کے مسلم ممبر ممالک جنرل اسمبلی میں توہینِ انبیاء کی روک تھام اور مجرمین کو احتساب کے شکنجے میں لانے کے لئے قانون سازی کا بل پاس کرائیں۔

iv- ایک ایسی اسلامی حکومت کے قیام کی کوشش کی جائے جو واقعی اسلامی شعائر کی حفاظت کر سکے۔ ذرا سوچئے! ایک وقت وہ تھا جب مسلمانوں کے دبدبے کا یہ عالم تھا کہ سرزمینِ سندھ میں ایک مسلمان خاتون کی حرمت پامال ہوئی۔ اُس نے دہائی دی۔ جب اُس کی فریاد دربارِ خلافت تک پہنچی تو سترہ سالہ نوجوان جرنیل محمد بن قاسم کی قیادت میں ایک فوج بھیجی گئی جس نے راجہ داہر کو ہٹ دھرمی کا مزہ چکھا دیا تھا۔ اِس سے دنیا کو پیغام ملا تھا کہ مسلمانوں کو کوئی بھی میلی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ ایک آج دور ہے کہ مسلمانوں کی بے بسی کا یہ حال ہے کہ ہماری محبوب ترین ہستی حضرت محمد ﷺ کی حرمت پر انتہائی رکیک حملے کئے

جا رہے ہیں اور مسلمان حکمرانوں میں اتنی جرأت بھی نہیں کہ اِن ممالک سے سفارتی تعلقات ہی منقطع کر لیں ۔ مکہ، طائف،اور مدینہ میں جب مجرمین نے اللہ کے رسولﷺ کی توہین کی تو کیا صحابہ کرامؓ نے مظاہرے کیے تھے؟ بلاشبہ مظاہرے اِس دور میں احتجاج ریکارڈ کرانے کی ایک صورت ہے لیکن اصل کام یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایسی اسلامی ریاست قائم کی جائے جو جراءت کے ساتھ فتنوں کو چیلنج کرکے اُن کا سدباب کر سکے۔ دشمنوں کو اصل نفرت اسلام سے ہے اور اُن کی سازشوں کا منہ توڑ جواب یہ ہے کہ ہم اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم کرکے اُن کے عزائم کو خاک میں ملا دیں۔ سوائے ایران کے تمام مسلم ممالک میں مغرب کے ایجنٹ حکمران ہیں۔ اِن کی وجہ سے مغرب کو اپنے مفادات خطرے میں نظر نہیں آ رہے۔ اِن حکمرانوں کی وجہ سے **OIC** کا کردار نہایت غیر مؤثر بلکہ مجرمانہ ہے۔ عوام احتجاج کر کے چندروز میں خاموش ہو جائیں گے، راوی چین لکھے گا اور عالم کفر ہماری بے بسی پر خندہ زن ہوگا۔ اگر ہم ذاتی زندگی میں شریعتِ محمدیﷺ پر عمل نہیں کرتے اور شریعتِ محمدیﷺ پر مبنی نظام کے نفاذ کی کوشش نہیں کرتے تو پھر ہماری مظاہروں میں شرکت یہ نفس کا دھوکہ اور شیطان کی پڑھائی ہوئی پٹی ہے تاکہ اِس کے ذریعہ وہ ہمیں باوجود بداعمالیوں کے مطمئن کر دے کہ ہم نے محبت رسولﷺ کا حق ادا کر دیا۔

v- عالمِ عیسائیت کو اصل دشمن یعنی یہود کی سازش سے آگاہ کیا جائے اور اُنہیں بتایا جائے کہ :

☆ عیسیٰؑ ہمارے نزدیک بھی معجزے کے ذریعہ پیدا ہوئے اور عیسائیوں کے نزدیک بھی جبکہ یہودی انہیں ولدالزنا (معاذ اللہ) قرار دیتے ہیں۔

☆ عیسیٰؑ ہمارے اور عیسائیوں کے نزدیک اللہ کے رسول ہیں جبکہ یہودیوں کے نزدیک مرتد ہیں (معاذ اللہ)۔

☆ ہمارا اور عیسائیوں کا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے اور وہ دنیا

میں واپس آئیں گے جبکہ یہودی دجّال کے منتظر ہیں۔

vi- تمام نوعِ انسانی اور بالخصوص اہلِ کتاب کو نبی اکرمﷺ پر ایمان کی دعوت دی جائے کیونکہ اِسی میں اُن کی خیر و بھلائی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿﴾

''لوگو! اللہ کے پیغمبر تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق بات لے کر آئے ہیں تو (اِن پر) ایمان لاؤ (یہی) تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم کفر کرو گے تو (جان رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔'' (نساء : **170**)

عیسائیوں کو اِس بات کی ترغیب وتشویق دلائی جائے کہ اگر وہ نبی اکرمؐ پر ایمان لے آئیں تو اُن کے لئے دہرا اجر ہوگا۔ سورہ حدید میں عیسائیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے (اللہ اور عیسیٰؑ تک تمام پیغمبروں پر) اللہ کی نافرمانی سے بچو اور ایمان لاؤ اُس کے رسولؐ پر، وہ تمہیں اپنی رحمت سے دگنا اجر عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے وہ نور پیدا کر دے گا جس کے ساتھ تم چلو گے (پل صراط پر) اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔ (حدید : **28**)

نبی اکرم ﷺ کی سیرت اور اِس کے فلسفہ کو سمجھنے کے لئے

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی حسبِ ذیل تالیفات کا مطالعہ فرمائیے

رسولِ کامل ﷺ

نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں

اُسوۂ رسول ﷺ

معراج النبی ﷺ

عظمتِ مصطفیٰ ﷺ

نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت

منہجِ انقلابِ نبوی ﷺ

رسولِ انقلاب کا طریق انقلاب

مکتبہ انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی
سے طلب فرمائیں